ویڈیو اَور سی ڈی سے سکرین پر حاصل شدہ صورت کا حکم

﴿ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب ﴾

چند دن پہلے اِس موضوع پر دارالعلوم کراچی کا متفقہ فتوی پڑھنے کو ملا پھر ذوالحجہ 1429ھ کے البلاغ میں مولانا زاہدالراشدی صاحب اور جامعہ امدادیہ فیصل آباد کے مولانا زاہد صاحب کے شائع شدہ مضامین نظر سے گزرے۔ جون 2008ء کے محدث میں جامعہ اشرفیہ کے مولانا یوسف خان صاحب کا مضمون دیکھ چکا تھا۔ یہ سب حضرات ویڈیو اَور سی ڈی سے سکرین پر حاصل شدہ صورت کو تصویر نہیں مانتے۔ ہمیں اِن حضرات سے اتفاق نہیں ہوا اور مناسب معلوم ہوا کہ ہم واضح دلائل کے ساتھ اپنا مؤقف بھی پیش کردیں اور ضروری وضاحتیں بھی کردیں وما علینا الا البلاغ . (عبدالواحد غفرلہٗ)

بِسْمِ اللّٰہ حَامِدًا وَّ مُصَلِّیًا !

ایک وقت تھا کہ کسی سطح پر کسی صورت کے بننے یا بنانے کے اعتبار سے دو صورتیں ہوتی تھیں :

1۔ ناپائیدار عکس جو کسی کی صنعت کے بغیر پانی پر یا آئینہ پر خود بخود بنتا ہے اور شے کے سامنے سے ہٹ جانے پر خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔

2۔ کاغذ یا کپڑے یا کسی اور چیز پر پائیدار نقش بنایا جائے جس کی بقاء کا مدار عکس کے خلاف ذی صورت کے سامنے ہونے نہ ہونے پر نہ ہو۔

کسی جاندار کی صورت گری کی پہلی صورت یعنی کسی جاندار کو مثلاً آئینہ کے سامنے کھڑا کرنا بالاتفاق جائز ہے جبکہ دُوسری صورت یعنی کاغذ یا کپڑے وغیرہ پر کسی بھی طریقے سے کسی جاندار کا پائیدار نقش بنانا برِصغیر کے ہمارے علماء کے نزدیک بالاتفاق ناجائز ہے۔

اور بنیادی طور پر یہی دو صورتیں ہیں اور اِن کے علاوہ کوئی تیسری صورت نہیں ہے لیکن جدید زمانے میں صورت گری کے دو نئی صورتیں سامنے آئیں :

پہلی صورت :

فلم کی نیگیٹیو (Negative) رِیل پر بنائی ہوئی تصویروں میں سے روشنی گزار کر سامنے سکرین پر اُس کا عکس ڈالا جائے۔ نیگیٹیو فلم پر تصویر کا ہونا تو واضح ہے لیکن اُس میں سے روشنی گزار کر سکرین پر تصویر کا عکس ڈالنا کیا حکم رکھتا ہے؟ اِس کو ہم آگے بیان کریں گے۔

دُوسری صورت :

ڈیجیٹل (Digital) کیمرے کے ذریعہ سے پہلے ویڈیو ٹیپ یا سی ڈی (Computer Disc) تیار کی جاتی ہے جس میں کوئی تصویر نہیں ہوتی بلکہ برقی ذرّات یا شعاعی اعداد و شمار ایک ترتیب سے محفوظ ہو جاتے ہیں پھر وی سی آر VCR کے ذریعہ ویڈیو ٹیپ کو چلا کر اَور کمپیوٹر سے سی ڈی کو چلا کر مطلوبہ منظر کو سکرین پر لایا جاتا ہے۔ سکرین پر دیکھے جانے والے منظر کا نقش پائیدار نہیں ہوتا بلکہ جونہی ویڈیو اَور سی ڈی کا سکرین سے رابطہ ختم کیا جاتا ہے تو سکرین خالی ہو جاتی ہے۔

غرض پہلی صورت کے برخلاف اِس صورت میں اوّل تو ٹیپ یا ڈسک پر سرے سے تصویر نہیں ہوتی دُوسرے اِس کو چلانے پر سکرین پر صورت تو نظر آتی ہے لیکن اُس کا نقش پائیدار نہیں ہوتا۔

اُوپر ہم بتا چکے ہیں کہ بنیادی طور پر دو ہی صورتیں ہیں یا تو عکس یا تصویر۔ اَب ہمیں دیکھنا ہے کہ ویڈیو ٹیپ یا سی ڈی سے سکرین پر حاصل شدہ صورت یا منظر عکس کے ساتھ لاحق ہے یعنی عکس کے حکم میں ہے یا تصویر کے ساتھ لاحق اَور اُس کے حکم میں ہے۔ اِس کو جاننا دو مقدموں پر موقوف ہے۔

مقدمہ نمبر 1 : تصویر کیا ہوتی ہے؟

عکس وہ ہوتا ہے جو خود بخود بنے آئینہ میں یا پانی پر یا ٹی وی سکرین پر جبکہ لائیو پروگرام ہو یا متعدد آئینوں کو ایک خاص ترتیب میں رکھ کر دُور تک عکس کو لے جانا ہو اِن میں عکس بننا کسی کے عمل کا محتاج نہیں ہوتا۔ یہ تو ہے کہ آپ کسی کے سامنے آئینہ رکھ دیں یا ٹی وی کے لائیو پروگرام کا سیٹ اَپ تیار کر دیں یا متعدد آئینوں کو ایک ترتیب سے رکھ دیں یہ عمل آپ کا ہوگا لیکن عکس آنے میں آپ کا کوئی عمل نہیں ہوتا جب ذُو عکس آئینہ اَور سیٹ اپ کے سامنے ہوں گے تو عکس خود بخود بنے گا اَور ذُو عکس کے سامنے سے ہٹ جانے سے عکس ختم ہو جائے گا

اِس کے برخلاف تصویر میں عکس کو بنایا جاتا ہے یا خود بنے ہوئے عکس کو محفوظ کیا جاتا ہے مثلاً آئینہ میں بنے ہوئے عکس کو روغن پینٹ وغیرہ لگا کر محفوظ کیا جاسکتا ہے۔ کیمرہ سے لی گئی فوٹو کے بارے میں بحث سے یہ بات ثابت ہے کہ طریقہ کار کو اہمیت حاصل نہیں ہے لہٰذا عکس بنانا کسی بھی طریقہ سے ہو اِس سے فرق نہیں پڑتا

پہلے دَور میں عکس بنانے کا صرف ایک طریقہ تھا یعنی یہ کہ وہ پائیدار ہو اِس لیے فقہاء نے عکس اَور تصویر میں فرق اِس کی پائیداری کی بنیاد پر کیا، اَب ہمارے دَور میں عکس بنانے کا ایک نیا طریقہ ایجاد ہوا ہے جس میں بنایا ہوا عکس پائیدار نہیں ہوتا لیکن وہ عکس بہرحال بنایا جاتا ہے بنائے بغیر وہ عکس نہیں بنتا۔ ذُوعکس کو ٹی وی سکرین یا کمپیوٹر سکرین کے سامنے کھڑا کر دیجیے کچھ عکس نہیں بنے گا اَب آپ وِیڈیو کیمرہ لیجیے اَور وِیڈیو ٹیپ تیار کیجیے پھر اُس ٹیپ کو وی سی آر پر چلائیے تو آپ کو اِس سکرین پر منظر اَور عکس نظر آئے گا، یہ عکس خود بخود نہیں بنا آپ کے بنانے سے بنا ہے اَور آپ نے اِس کا سبب محفوظ کرلیا ہے اَور جب چاہیں عکس کو دیکھ سکتے ہیں لہٰذا تصویر بنانے یا عکس بنانے کی آج کے اعتبار سے دو صورتیں ہوئیں : ایک پائیدار اَور دُوسری ناپائیدار۔

حدیث میں جاندار کی صورت بنانے کے عمل کو مضاہات یعنی اللہ تعالیٰ کی صورت گری کی صفت کے ساتھ مشابہت کہا گیا ہے اصل چیز عکس بنانے کا عمل ہے اِس کی اِس حدیث سے بھی تائید ہوتی ہے :

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَھَبَ یَخْلُقُ کَخَلْقِیْ الخ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بتاتے ہوئے سُنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اُس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو میری بنائی ہوئی (جاندار کی) صورت کی طرح صورت بنانے لگے۔

اس حدیث میں پائیدار اور ناپائیدار کے فرق کے بغیر مشابہت کرنے کے عمل کو ذکر کیا ہے جو دونوں صورتوں میں یکساں ہے۔

علاوہ اَزیں تصویر بنائی جاچکی ہو تو اَب مسئلہ اِس کے استعمال کا رہ جاتا ہے کہ اگر احترام کی جگہ میں ہو تو ناجائز اَور توہین کی جگہ میں ہو تو جائز۔ اصل مسئلہ تصویر بنانے کے عمل کا ہے اَور عمل عکس بنانے کی دونوں صورتوں میں یکساں ہے۔

حاصل یہ ہے کہ تصویر سازی یعنی عکس بنانے کے دو طریقے ہیں : ایک پائیدار اَور دُوسرا غیر پائیدار اَور تصویر یعنی بنائے ہوئے عکس میں پائیدار اَور غیر پائیدار دونوں شامل ہیں۔

مقدمہ نمبر 2: آئینے کے عکس اَور سکرین پر وڈیو اَور سی ڈی کے ذریعہ حاصل شدہ صورت میں فرق :

(1) وڈیو اَور سی ڈی میں صنعت ہوتی ہے اَور آدمی کے اختیار سے ہوتی ہے جبکہ عکس میں ایسا نہیں ہوتا۔

(2) سکرین پر جب چاہے صورت لانے (Produce کرنے) کے لیے وڈیو یا سی ڈی میں اِس کے اسباب کو محفوظ کر لیا جاتا ہے، آئینہ کے عکس میں ایسا نہیں ہوتا۔

(3) ذی صورت کے غائب ہونے کے باوجود جب چاہو سکرین پر صورت کو ظاہر (Produce) کیا جا سکتا ہے، عکس میں ایسا نہیں ہوتا۔

(4) سکرین پر جتنی طویل مدت چاہو صورت کو برقرار رکھ سکتے ہو چاہو تو دائمی طور پر رکھو، عکس میں ایسا نہیں ہوتا۔

(5) وڈیو اَور سی ڈی میں عمل و صنعت کی وجہ سے مضاہات کا معنٰی پایا جاتا ہے، عکس میں ایسا نہیں ہوتا۔

(6) ٹی وی کے لائیو (Live) پروگرام میں واضح طور پر عکس ہوتا ہے اِس کے مقابلے میں وڈیو اَور سی ڈی کے ذریعہ تحصیلِ صورت میں عمل کہیں زیادہ ہے لہٰذا وہ عکس سے قطعی مختلف ہے۔

(7) حدیث میں ہے کہ ہم اَن پڑھ اُمت ہیں اِس لیے شریعت کے احکام کا مدار فطری طریقوں پر ہونا چاہیے۔ وڈیو اَور سی ڈی بنانے اَور اُس سے صورت حاصل کرنے کے عمل کو دیکھ کر یہ حکم لگانا کہ یہ آئینہ کے عکس سے مختلف ہے فطری طریقہ ہے اِس فطری طریقہ کو چھوڑ کر بلا وجہ سائنسی تدقیقات کی بنیاد پر اِس کو آئینہ کے عکس کی طرح سمجھنا حدیث کے خلاف ہے۔

وڈیو اَور سی ڈی سے حاصل شدہ صورت کا حکم :

اُوپر کے دو مقدموں کو سمجھ لینے کے بعد یہ نتیجہ نکالنا مشکل نہیں کہ وڈیو اور سی ڈی سے حاصل شدہ صورت یا تو خود تصویر ہے یا تصویر کے زیادہ قریب ہے اَور حکم میں اِس کے ساتھ لاحق ہے۔

تنبیہ 1 :

یہ بات اہم ہے کہ ویڈیو یا سی ڈی بنانا بذاتِ خود مطلوب و مقصود نہیں ہے بلکہ اِس سے اَصل مقصود سکرین پر صورت کو ظاہر کرنا ہے۔ لہٰذا ویڈیو اَور سی ڈی بنانے سے لے کر سکرین پر ظاہر کرنے تک مقصد کے اعتبار سے ایک عمل ہے۔ مقصد کو نظر اَنداز کر کے اِس عمل کو مختلف ٹکڑوں میں تقسیم کرنا اور ہر ٹکڑے کو مستقل اور علیحدہ مقصود سمجھ کر مسئلہ کو دیکھنا دُرست نہیں۔ مشہور فقہی ضابطہ ہے **اَلْاُمُوْرُ بِمَقَاصِدِھَا** لہٰذا ویڈیو ٹیپ اور سی ڈی بنانے کے عمل کو سکرین پر ظاہر کی جانے والی صورت سے علیحدہ نہیں کیا جائے گا اور یہ سمجھا جائے گا کہ ذی صورت کی صورت کو اِس طرح محفوظ کیا ہے کہ ذی صورت کی عدم موجودگی میں بھی جب چاہیں اُس کی صورت کو حاصل کر سکیں۔ اِس پہلو سے بھی ویڈیو اَور سی ڈی سے حاصل شدہ صورت کاغذ کی تصویر کے زیادہ قریب ہے اور اِسی کے ساتھ لاحق ہونے کے مناسب ہے۔

تنبیہ 2 :

اِنہی مذکورہ وجوہ کی بنا پر اُوپر ہم نے جس نیگیٹو فلم کی رِیل کا ذکر کیا تھا کہ جس میں سے روشنی گزار کر سکرین پر تصویروں کا عکس ڈالا جاتا ہے وہ عکس بھی تصویر ہی کے حکم میں ہے۔

دو اہم وضاحتیں :

پہلی وضاحت :

مولانا زاہد الراشدی صاحب مدظلہٗ نے ذوالحجہ 1429ھ کے البلاغ میں چھپے ہوئے اپنے مضمون میں حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتوے سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اُن کے نزدیک بھی ٹی وی سکرین پر نظر آنے والی نقل و حرکت پر تصویر کا اِطلاق نہیں ہوتا۔ اُنہوں نے حضرت مفتی صاحبؒ کی یہ بات تو نقل کی کہ ''تصویر کھینچنا اور کھنچوانا ناجائز ہے خواہ دستی ہو یا عکسی دونوں تصویریں ہیں اور تصویر کا حکم رکھتی ہیں'' لیکن پھر اُن کے اِس فتوے کو نقل کر کے کہ :

> ''سنیما اگر اَخلاق سوز اور بے حیائی کے مناظر سے خالی ہو اور اُس کے ساتھ گانا بجانا اور ناجائز اَمر نہ ہو تو فی حدذاتہٖ مباح ہوگا۔''

مولانا زاہد الراشدی صاحب نے یہ مطلب نکالا کہ :

''تصویر اور سکرین دونوں کے بارے میں حضرت مفتی صاحبؒ کے اِرشادات کا مطالعہ کیا جائے تو اِس کے سوا کچھ نتیجہ نہیں نکلتا کہ وہ تصویر اور سکرین دونوں کو الگ الگ سمجھتے تھے۔ اُن کے نزدیک سکرین پر تصویر کا اِطلاق نہیں ہوا اَور اگر دیگر ممنوعہ اُمور سے خالی ہو تو سکرین فی حد ذاتہٖ مباح کا درجہ رکھتی ہے۔''

ہم کہتے ہیں :

حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتوے سے مذکورہ مطلب نکالنا بہر حال دُرست نہیں کیونکہ اُن کے زمانے میں سنیما کی فلم کی رِیل نیگیٹو کی صورت میں ہوتی تھی جس پر واضح طور سے تصویر کے نقش ہوتے تھے اور جاندار کی تصویر چھوٹی ہو یا بڑی اُس کو بنانا بالاتفاق ناجائز ہے۔ تو جب سنیما کی سکرین پر آنے والی جاندار کی صورت اُس کی تصویر بنانے پر موقوف تھی تو مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بات سے یہ مطلب کیسے نکل سکتا ہے کہ وہ اپنے زمانے کی سکرین پر دکھائی جانے والی نیگیٹو فلم بنانے کو جائز سمجھتے ہوں گے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ یہ احتمال ہے کہ مفتی صاحبؒ نیگیٹو فلم کو جائز نہ سمجھتے ہوں گے لیکن اُس کے بننے کے بعد سکرین پر حاصل شدہ صورت کو تصویر بھی نہ سمجھتے ہوں گے تو ہم جواب میں کہتے ہیں :

1۔ مفتی صاحبؒ کے کلام میں اِس اِحتمال پر کوئی صراحت یا دَلالت نہیں ہے۔

2۔ اِس کے بارے میں ہم اُوپر وضاحت کر چکے ہیں کہ وہ بھی تصویر کے حکم میں ہے۔

رہا سنیما کے فی حد ذاتہٖ مباح ہونے کا معاملہ تو یہ ہمیں بھی تسلیم ہے۔ سنیما و فلم جو جاندار کی تصویر سے اور گانے بجانے سے خالی ہو اور جس میں کوئی ناجائز امر بھی نہ ہو، وہ بلا شبہ مباح ہے۔ فلم کے ذریعہ سے جغرافیہ، تاریخ اور سائنس کے مضامین سیکھے جا سکتے ہیں۔ جاندار کو بھی بغیر سر اور چہرے کے دکھایا جا سکتا ہے۔ ٹی وی، وی سی آر اَور سی ڈی کا بھی یہی حکم ہے کہ وہ فی حد ذاتہٖ مباح ہیں جبکہ اُن کے پروگرام جاندار کی تصویر سے خالی ہوں، اِسی پر مولانا زاہد الراشدی صاحب کی ذکر کردہ مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی رحمہ اللہ کی یہ عبارت بھی محمول ہے :

''اِن کا (یعنی ٹی وی، وی سی آر کا) حکم آلات لہو و لعب اور گانے کے آلات کا نہیں ہو سکتا

کہ جس پر نیک کاموں کی بے حرمتی بنتی ہو۔ اِن میں ہر مباح کام بھی جائز اور نیک کام بھی جائز ہے۔'' (مجلّہ البلاغ ذوالحجہ 1429ھ)

اور اِسی پر مولانا اِدریس کاندھلوی رحمہ اللہ کا یہ کلام بھی محمول ہے :

''یہ (ٹی وی سکرین) چاقو ہے اِس سے خربوزہ کاٹو گے تو جائز ہے اور کسی کا پیٹ پھاڑو گے تو ناجائز ہے۔'' (مجلّہ البلاغ ذوالحجہ 1429ھ)

دُوسری وضاحت :

دارالعلوم کراچی کے رمضان 1429ھ میں جاری کیے گئے فتوے میں جاندار کی تصویر کے بارے میں فقہاء کی آراء کو اِس طرح بیان کیا گیا ہے :

''اگر تصویر مجسموں کی شکل میں ہو اور اُس کے وہ تمام اَعضاء موجود ہوں جن پر زندگی کا اِنحصار ہوتا ہے۔ نیز وہ تصویر بہت چھوٹی بھی نہ ہو اور گڑیوں کی قسم سے بھی نہ ہو تو اُس کے حرام ہونے پر پوری اُمت کا اتفاق ہے یعنی اُس کا بنانا اور استعمال کرنا بالاتفاق حرام اور ناجائز ہے اِس میں کسی کا کوئی اِختلاف نہیں ہے۔

لیکن اگر تصویر مجسموں کی شکل میں نہ ہو بلکہ وہ کاغذ یا کپڑے وغیرہ پر اِس طرح بنی ہوئی ہو کہ اُس کا سایہ نہ پڑتا ہو تو اُس کے بارے میں ائمہ کرامؒ کے یہاں اختلاف پایا جاتا ہے۔ جمہور فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف اِس میں بھی یہی ہے کہ یہ بھی ناجائز ہے البتہ امام مالک رحمہ اللہ سے ایسی تصویر کے جائز اور ناجائز ہونے کی دونوں روایتیں منقول ہیں۔ اِس لیے علماءِ مالکیہ کے یہاں اِس مسئلہ میں اِختلاف ہے۔

بعض مالکیہ ایسی تصویر کو بغیر کسی کراہت کے مطلقاً جائز قرار دیتے ہیں خواہ وہ موضع امتہان میں ہو یا نہ ہو۔ مالکیہ میں سے جو حضرات اِن تصاویر کے جائز ہونے کا فتوی دے رہے ہیں اُن میں بہت سے بڑے بڑے محققین علماء بھی شامل ہیں۔ علامہ ابن القاسم مالکی رحمہ اللہ، علامہ دردیر مالکیؒ، علامہ ابی مالکیؒ، ....وغیرہ جلیل القدر محققین قابلِ ذکر ہیں۔

حنابلہ کے یہاں بھی کپڑے یا پردے پر بنی ہوئی تصویر کے جائز اور ناجائز ہونے کی دونوں روایتیں موجود ہیں۔......علامہ ابن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ نے "اَلْمُغْنِیْ" میں اور علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے "فَتْحُ الْبَارِیْ" میں حنابلہ کا مذہب بیان کرتے ہوئے لکھا کہ اُن کے یہاں کپڑے پر بنی ہوئی تصویر حرام نہیں۔..........بعض سلف مثلاً حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکرؒ (جن کا شمار فقہائے مدینہ میں ہوتا ہے) سمیت بعض صحابہ وتابعین کے بارے میں یہ منقول ہے کہ وہ حضرات بھی سایہ والی اور غیر سایہ والی تصویر میں فرق کرتے ہیں، سایہ دار تصاویر کو ناجائز اور غیر سایہ دار تصاویر کو جائز سمجھتے ہیں۔"

ہم کہتے ہیں :

دارالعلوم کے فتوے کی اِس عبارت سے یہ وہم ہوتا ہے کہ شاید بعض مالکیہ اور حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ سمیت بعض صحابہ وتابعین کے رائے ہے کہ جاندار کی غیر سایہ دار تصویر بنانا بھی جائز ہے اور اِس کو ہر طرح سے اِستعمال کرنا بھی۔

جاندار کی تصویر میں دو باتیں اہم ہوتی ہیں۔ایک اُس کو بنانا اور دُوسرے اُس کو اِستعمال کرنا۔ مورتی یا مجسمہ کے بارے میں تو فتوے میں مذکور ہے کہ اُس کو بنانا اور اِستعمال کرنا دونوں ہی ناجائز ہیں۔لیکن کاغذ اور کپڑے وغیرہ پر تصویر کے بارے میں وضاحت نہیں کہ بعض مالکیہ اور حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ کے نزدیک جواز بنانے کا بھی ہے یا نہیں۔

یہی صورتِ حال مولانا تقی عثمانی مدظلہ کی تکملہ فتح الملہم کی عبارت کی ہے۔مولانا لکھتے ہیں :

وَقَدِ اخْتَلَفَ الرِّوَایَاتُ عَنْ مَالِكٍ رَحِمَہُ اللّٰہُ فِیْ مَسْئَلَةِ التَّصْوِیْرِ وَلِذٰلِكَ وَقَعَ الْاِخْتِلَافُ بَیْنَ الْعُلَمَاءِ الْمَالِکِیَّةِ فِیْ ھٰذَا. وَالَّذِیْ اَجْمَعَتْ عَلَیْہِ الرِّوَایَاتُ وَالْاَقْوَالُ فِیْ مَذْھَبِ الْمَالِکِیَّةِ حُرْمَةُ التَّصَاوِیْرِ الْمُجَسَّدَةِ الَّتِیْ لَھَا ظِلٌّ . وَالْخِلَافُ فِیْ مَا لَیْسَ لَہٗ ظِلٌّ مِمَّا یُرْسَمُ عَلٰی وَرَقٍ اَوْ ثَوْبٍ . (ص159 ج4)

"تصویر کے مسئلہ میں امام مالکؒ سے مختلف روایتیں ملتی ہیں۔اِسی وجہ سے اِس بارے

میں مالکی علماء کے درمیان اِختلاف واقع ہوا ہے۔ مورتیوں کی حرمت پر تو مالکیہ کے تمام اَقوال و رَوایات متفق ہیں البتہ کاغذ یا کپڑے پر بنائی ہوئی تصویر میں اِختلاف ہے۔''

اِس طرح کی موہم عبارتیں پڑھ کر بعض اہلِ علم حضرات بھی خلافِ واقعہ اِس غلطی میں مبتلا ہو گئے کہ بعض مالکیہ کے نزدیک کاغذ وغیرہ پر تصویر بنانا جائز ہے۔

1۔ جامعہ اشرفیہ لاہور کے مولانا محمد یوسف خان صاحب تکملہ فتح الملہم وغیرہ سے ایک عبارت نقل کر کے اُس کا ترجمہ کرتے ہیں :

فَالْحَاصِلُ اَنَّ الْمَنْعَ مِنِ اتِّخَاذِ الصُّوَرِ مُجْمَعٌ عَلَیْہِ فِیْمَا بَیْنَ الْاَئِمَّۃِ الْاَرْبَعَۃِ اِذا کَانَتْ مُجَسَّدَۃً . اَمَّا غَیْرُ الْمُجَسَّدَۃِ مِنْھَا فَاتَّفَقَ الْاَئِمَّۃُ الثَّلَاثَۃُ عَلٰی حُرْمَتِھَا اَیْضًا وَالْمُخْتَارُ عَنِ الْاَئِمَّۃِ الْمَالِکِیَّۃِ کَرَاھَتُھَا لٰکِنْ ذَھَبَ بَعْضُ الْمَالِکِیَّۃِ اِلٰی جَوَازِھَا .

(تکملہ فتح الملہم ص 159 ج 4 ، فتح الباری ص 391 ج 10)

''خلاصہ یہ ہے کہ ائمہ اربعہؒ کے نزدیک تصویر کشی بالاتفاق ناجائز ہے جبکہ وہ مجسم شے ہو۔ البتہ غیر مجسم شے کی تصویر کشی کی حرمت پر تین ائمہ فقہا تو متفق ہیں اور مالکیہ کا مختار مسلک کراہت کا ہے لیکن بعض مالکیہ کے یہاں اِس کا جواز بھی پایا جاتا ہے۔''

2۔ جامعہ اِمدادیہ فیصل آباد کے مولانا محمد زاہد صاحب لکھتے ہیں :

''کیونکہ بیشتر فقہاء کے یہاں جاندار کی تصویر کے بنانے یا رکھنے میں متعدد استثناءات موجود ہیں۔'' (مجلّہ البلاغ ص 51 ذوالحجہ 1429ھ)

ہم کہتے ہیں :

اَصل بات یہ ہے کہ تصویر کے مسئلہ میں دو لفظ اِستعمال ہوتے ہیں۔ ایک تصویر بمعنی مصدر یعنی تصویر بنانا اور دُوسرے اتخاذِ صورت یعنی تصویر کو رکھنا اور استعمال کرنا۔

تصویر سازی یعنی تصویر بنانا خواہ مورتی کی صورت میں ہو یا کاغذ و کپڑے پر وہ بالاتفاق حرام ہے۔ مالکیہ میں سے کسی نے یہ تصریح نہیں کی کہ اُن کے نزدیک کاغذ و کپڑے پر تصویر بنانا جائز ہے۔ اِسی وجہ سے

امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

قَالَ اَصْحَابُنَا وَغَیْرُھُمْ مِنَ الْعُلَمَاءِ تَصْوِیْرُ صُوْرَةِ الْحَیَوَانِ حَرَامٌ شَدِیْدُ التَّحْرِیْمِ وَھُوَ مِنَ الْکَبَائِرِ لِاَنَّہٗ فتوعد عَلَیْہِ بِھٰذَا الْوَعِیْدِ الشَّدِیْدِ الْمَذْکُوْرِ فِی الْاَحَادِیْثِ وَسَوَاءٌ صَنْعُہٗ بِمَا یُمْتَھَنُ اَوْبِغَیْرِہٖ. فَصَنْعَتُہٗ حَرَامٌ بِکُلِّ حَالٍ لِاَنَّ فِیْہِ مُضَاھَاةً لِّخَلْقِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَسَوَاءٌ مَاکَانَ فِیْ ثَوْبٍ اَوْ بِسَاطٍ اَوْ دِرْھَمٍ اَوْ دِیْنَارٍ اَوْ فَلَسٍ اَوْ اِنَاءٍ اَوْ حَائِطٍ اَوْ غَیْرِھَا. (شرح مسلم)

''ہمارے اَصحاب (یعنی علمائے شافعیہ) اور دیگر علماء فرماتے ہیں کہ جاندار کی تصویر بنانا شدید حرام ہے اور کبیرہ گناہ ہے کیونکہ اِس پر اَحادیث میں سخت وعید آئی ہے خواہ اُس کو ایسی چیز پر بنایا ہو جس کی اہانت کی جاتی ہو یا کسی دُوسری چیز پر۔ غرض تصویر بنانا ہر حال میں حرام ہے کیونکہ اِس میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے ساتھ مشابہت ہے۔ اور خواہ تصویر سازی کپڑے پر ہو یا چادر پر ہو یا درہم، دینار یا پیسے پر ہو یا برتن یا دیوار وغیرہ پر ہو۔''

تصویر رکھنے اور اِستعمال کرنے کے بارے میں البتہ کچھ اِختلاف ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

اَمَّا اِتِّخَاذُ الْمُصَوَّرِ فِیْہِ صُوْرَةُ حَیَوَانٍ فَاِنْ کَانَ مُعَلَّقًا عَلٰی حَائِطٍ اَوْثَوْبًا مَّلْبُوْسًا اَوْ عَمَامَةً وَنَحْوِ ذَالِکَ مِمَّا لَایُعَدُّ مُمْتَھَنًا فَھُوَ حَرَامٌ وَاِنْ کَانَ فِیْ بِسَاطٍ یُدَاسُ وَمَخْدَةً وَوِسَادَةً وَنَحْوِھَا مِمَّا یُمْتَھَنُ فَلَیْسَ بِحَرَامٍ .

''رہا کسی مصور چیز کو رکھنا یا اِستعمال کرنا جس میں کسی جاندار کی صورت ہو تو اگر وہ دیوار پر لٹکی ہوئی ہو یا پہننے والا کپڑا ہو یا عمامہ ہو اور اِنہی کی طرح کا کوئی ایسا اِستعمال جو اہانت کا شمار نہ ہوتا ہو تو وہ حرام ہے۔ اور اگر جاندار کی صورت ایسے فرش پر ہو جو پاؤں تلے روندا جاتا ہو یا بیٹھنے کی گدی پر ہو اور اِس طرح کا کوئی ایسا اِستعمال جو اہانت کا شمار ہوتا ہو تو وہ حرام نہیں ہے۔''

اتخاذِ صورت یعنی تصویر کے رکھنے اور اِستعمال کرنے کے بارے میں وھبہ زُحیلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

وَنَقَلَ ابْنُ حَجَرٍ فِیْ فَتْحِ الْبَارِیْ شَرْحِ الْبُخَارِیْ عَنِ ابْنِ الْعَرَبِیِّ رَأْیَهٗ فِی اتِّخَاذِ الصُّوَرِ قَائِلًا : حَاصِلُ مَا فِی اتِّخَاذِ الصُّوَرِ اَنَّهَا اِنْ کَانَتْ ذَاتَ اَجْسَامٍ حَرُمَ بِالْاِجْمَاعِ وَاِنْ کَانَتْ رَقْمًا فَاَرْبَعَةُ اَقْوَالٍ :

اَلْاَوَّلُ : یَجُوْزُ مُطْلَقًا عَمَلًا بِحَدِیْثِ الا رقما فی ثوب.

اَلثَّانِیْ :اَلْمَنْعُ مُطْلَقًا.

اَلثَّالِثُ :اِنْ کَانَتِ الصُّوْرَةُ بَاقِیَةَ الْهَیْئَةِ ، قَائِمَةَ الشَّکْلِ حَرُمَ وَاِنْ کَانَتْ مَقْطُوْعَةَ الرَّأْسِ اَوْ تَفَرَّقَتِ الْاَجْزَاءُ جَازَ .

اَلرَّابِعُ :اِنْ کَانَتْ مِمَّا یُمْتَهَنُ جَازَ وَاِلَّا لَمْ یَجُزْ .

''علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں تصویر کے اِستعمال کے بارے میں ابن العربی سے نقل کیا۔تصویر کے استعمال کے بارے میں خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر وہ مورتی اور مجسمہ ہے تو بالاتفاق حرام ہے۔اور اگر کسی چیز پر نقش ہو تو چار اقوال ہیں :

1۔ ہر حال میں جائز ہے۔اِس کی دلیل حدیث کے الفاظ الا رقما فی ثوب ہے

2۔ ہر حال میں ناجائز ہے۔

3۔ اگر تصویر کی اپنی مکمل شکل قائم ہے تو حرام ہے اور اگر اُس کا سر کٹا ہوا ہو یا اجزاء متفرق ہوں تو جائز ہے۔

4۔ اگر اِستعمال اہانت کا ہے تو جائز ہے ورنہ ناجائز ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے بعض سلف کے بارے میں فرمایا :

وَذَهَبَ بَعْضُ السَّلَفِ اِلٰی اَنَّ الْمَمْنُوْعَ مَاکَانَ لَهٗ ظِلٌّ وَاَمَّا مَالَا ظِلَّ لَهٗ فَلَا بَأْسَ بِاتِّخَاذِهٖ مُطْلَقًا.

''بعض سلف کا قول ہے کہ سایہ دار تصویریں (یعنی مورتیاں) منع ہیں اور رہیں غیر سایہ دار تصویریں اُن کو رکھنا اور اِستعمال کرنا ہر طرح سے جائز ہے۔''

اُوپر جن بعض مالکیہ کا ذکر ہے اُن میں سے علامہ دردیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

وَالْحَاصِلُ اَنَّ تَصَاوِیْرَ الْحَیَوَانِ تَحْرُمُ اِجْمَاعًا اِنْ کَانَتْ کَامِلَةً لَّهَا ظِلٌّ مِمَّا یَطُوْلُ اِسْتِمْرَارُهٗ بِخِلَافِ نَاقِصِ عُضْوٍ لَایَعِیْشُ بِهٖ لَوْکَانَ حَیَوَانًا وَبِخِلَافِ مَا لَا ظِلَّ لَهٗ کَنَقْشٍ فِیْ وَرَقٍ اَوْجِدَارٍ اَوْ فِیْ مَا لَا یَطُوْلُ اِسْتِمْرَارُهٗ خِلَافٌ وَالصَّحِیْحُ حُرْمَتُهٗ (تکملہ فتح الملہم ص 159 ج4)

''حاصل یہ ہے کہ جانداروں کی تصویروں کا اِستعمال بالاتفاق حرام ہے اگر وہ مکمل ہوں اور سایہ دار ہوں اور ایک عرصہ تک رہتی ہوں برخلاف اُس تصویر کے جس میں ایسا عضو کم ہو جس کے بغیر جاندار زندہ نہیں رہ سکتا اور برخلاف غیر سایہ دار تصویر کے جیسے کاغذ یا دیوار پر نقش ہو۔ اگر ایسی چیز پر نقش ہو جو زیادہ دیر نہیں رہتی مثلاً خربوزے کے چھلکے پر تو اِس میں اختلاف ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ یہ بھی حرام ہے۔''

اِس عبارت میں تصاویر کی حرمت اور عدمِ حرمت سے مراد اِستعمال کی حرمت وغیرہ ہے کیونکہ یہاں کاغذ یا دیوار پر نقش کے جائز ہونے کا حکم لگایا ہے۔ حالانکہ امام نووی رحمہ اللہ کی بات اُوپر گزر چکی ہے کہ اِن پر بھی تصویر بنانا بالاتفاق حرام ہے۔ لہٰذا یہاں مراد اِستعمال ہے نہ کہ تصویر سازی۔

اِسی طرح حضرت قاسم بن محمدؒ کے بارے میں جو روایت ہے اُس کو ابن ابی شیبہ نے نقل کیا ہے :

عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَی الْقَاسِمِ وَهُوَ بِاَعْلٰی مَکَّةَ فِیْ بَیْتِهٖ فَرَأَیْتُ فِیْ بَیْتِهٖ حَجْلَةً فِیْهَا تَصَاوِیْرُ الْقُنْدُسِ وَالْعَنْقَاءِ .

''ابن عون کہتے ہیں کہ میں بالائی مکہ میں حضرت قاسم بن محمد کے گھر میں داخل ہوا تو میں نے اُن کے کمرے میں ایک پردہ دیکھا جس پر پرندوں کی تصویریں تھیں۔''

اِس روایت میں بھی جاندار کی تصویر کے اِستعمال کا ذکر ہے بنانے کا کچھ ذکر نہیں ہے۔